امام سے مبادرت وسبقت کے احکام

(۱)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
لندن

امام کی متابعت کا حکم

نمازکے ارکانِ فعلیہ میں مقتدی کے لیے امام کی متابعت لازم ہے،اوراس پر علماء کا اتفاق ہے،''کبیری'' میں ہے:

لَا خِلافَ فِی لُزُومِ المُتَابَعَةِ فی الأرکانِ الفِعْلیةِ. (کبیری، ص:٤٥٢، نعمانیہ: کوئٹہ)

قراءت وغیرہ بعض امور کے استثناء کے ساتھ یہ کہنا بھی بجا ہے، کہ نماز کی ہر حالت میں امام کی متابعت کا حکم دیا گیا ہے،خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے ہو۔''صحیح بخاری'' میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنَّما جُعِلَ الإمامُ لیؤتَمَّ بِهٖ، فَإذَا رَکَعَ فَارْکَعُوا، وَإذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه فقولوا: رَبَّنا وَلَكَ الْحَمْدُ. (الصحیح للبخاری، کتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام لیؤتم به، ص:٩٥، ج:١، قدیمی)

''امام اسی لیے بنایا گیا ہے، کہ اس کی پیروی کی جائے، لہٰذا جب وہ رکوع کرے، تو تم رکوع کرو، جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے، تو تم سر اٹھاؤ، اورجب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے، تو تم ربنا ولك الحمد کہو...''

''صحیح مسلم'' میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے:

إنَّما جُعِلَ الإمامُ لیؤتَمَّ بِهٖ، فإذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوا، وإذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وإذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإذا قال: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه فقولوا: ربَّنا وَلَكَ الْحَمْد... (الصحیح لمسلم، کتاب الصلوة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ص:١٧٧، ج:١، قدیمی)

’’امام اسی لیے بنایا گیا ہے، کہ اس کی پیروی کی جائے؛ لہٰذا جب وہ تکبیر کہے، تو تم تکبیر کہو، جب وہ سجدہ کرے، تو تم سجدہ کرو، جب وہ (رکوع اور سجدہ سے) سر اٹھائے، تو تم سر اٹھاؤ، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے، تو تم ربنا ولك الحمد کہو...‘‘

متابعت کا مطلب

امام کی متابعت کے دو مطلب ہیں:

(۱) امام سے عدم مسابقت: یعنی امام جس رکن کو ادا کرے، مقتدی امام کے ساتھ یا امام کے بعد اس رکن کو ادا کرے، امام سے قبل ادا نہ کرے۔ اس معنی کے اعتبار سے متابعت فرض ہے؛ چناں چہ اگر کسی مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کر کے اپنا سر رکوع سے اٹھالیا، پھر امام نے رکوع کیا، اور مقتدی نے اپنے امام کے ساتھ یا امام کے بعد دوبارہ رکوع نہ کیا، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

(۲) امام کے ساتھ مشارکت: یعنی ارکان کی ادائیگی میں امام کے ساتھ اس طرح مشارکت کہ کسی رکن کو نہ امام سے قبل ادا کرے، نہ امام کے اس رکن کو ادا کر چکنے کے بعد ادا کرے۔ اس معنی کے اعتبار سے متابعت واجب ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا واجب اس کے معارض ہو، تو مناسب یہ ہے، کہ اولاً واجب کو ادا کرے، پھر امام کی متابعت کرے، جیسے مقتدی کا تشہد پورا ہونے سے پہلے امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، تو اس صورت میں مقتدی تشہد پورا کرے، جو واجب ہے، پھر کھڑا ہو کر امام کی متابعت کرے۔ اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں مقتدی کے تشہد ختم ہونے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا، تو مقتدی تشہد پورا کرے، پھر سلام پھیرے۔

فی العلائیة: بقی من الفروض... ومتابعته لإمامه فی الفروض.

وفی الشامیة: قوله: ”ومتابعته لإمامه فی الفروض“ أی بأن یأتی بها معه أو بعده، حتی لو رکع إمامه ولم یرکع ثانیا مع إمامه أو بعده بطلت صلاته، فالمراد بالمتابعة عدم المسابقة؛ نعم متابعته لإمامه بمعنی مشارکته له فی الفرائض معه لا قبله ولا بعده واجبة. (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص: ۱۳۸، ۱۳۹، ج:۲. ونحوه فی باب صفة الصلاة، مطلب مهم فی تحقیق متابعة الإمام، ص:۱٦٦، ج:۲، العلمیة: بیروت)

متابعت کے مفہوم میں یہ امر تو غیر مختلف فیہ ہے، کہ مقتدی کی تکبیر تحریمہ، رکوع، سجدہ وغیرہ ارکان کی ادائیگی امام سے پہلے نہ ہو، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو آئندہ آرہی ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وبه يقول أهل العلم: إن من خلف الإمام إنما يتبعون الإمام فيما يصنع، ولا يركعون إلا بعد ركوعه، ولا يرفعون إلا بعد رفعه، ولا نعلم بينهم فى ذلك اختلافا.

(جامع ترمذی، أبواب الصلوة باب ما جاء فی كراهية أن يبادر الإمام فی الركوع والسجود، ص:۳۶، ج:۱، قديمی)

''اہلِ علم اسی کے قائل ہیں، کہ جو لوگ امام کے پیچھے ہیں، وہ افعال میں امام ہی کی اتباع کریں، امام کے رکوع کے بعد ہی رکوع کریں، اور اس کے سر اٹھانے کے بعد ہی سر اٹھائیں، اور ہم اس مسئلے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں جانتے۔''

پھر ایک قول کے اعتبار سے حنفیہ کے یہاں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرات صاحبین: امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے درمیان یہ امر بھی متفق علیہ ہے، کہ ارکان کی ادائیگی میں مقارنت یعنی امام کے ساتھ ساتھ ادا کرنا اور معاقبت یعنی امام کے بعد ادا کرنا دونوں جائز ہیں؛ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مقارنت افضل ہے اور حضرات صاحبین: امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک معاقبت افضل ہے۔

معاقبت یعنی امام کے بعد ادا کرنے کا مطلب یہ نہیں، کہ امام اس رکن کو ادا کرلے، اس کے بعد مقتدی اس رکن کو ادا کرنا شروع کرے۔ یعنی بَعدیت سے بَعدیت مطلقہ اور بَعدیت کاملہ مراد نہیں؛ بلکہ بَعدیت متصلہ بالفاظِ دیگر بَعدیت مع الوصل مراد ہے۔ یعنی ارکان کی ادائیگی میں مقتدی امام سے ذرا پیچھے رہے، امام کسی رکن میں تھوڑا پہلے جانا شروع کرے، اور مقتدی اس کے کچھ بعد اس رکن میں جانا شروع کرے، امام اس رکن میں تھوڑا پہلے پہنچے گا اور مقتدی تھوڑا بعد میں پہنچے گا۔ پھر امام اس رکن سے کچھ پہلے اور مقتدی تھوڑا بعد میں اٹھنا شروع کرے گا۔ اس اعتبار سے اس رکن کی ادائیگی میں جتنا وقت امام کا لگے گا، اتنا ہی وقت مقتدی کا بھی لگے گا۔ ''صحیح مسلم'' وغیرہ میں ہے؛ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا، پس ہمارے لیے ہماری سنت کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا، اور ہم کو ہماری نماز کا طریقہ سکھایا؛ چناں چہ آپ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو، تو اپنی صفوں

کو درست کرو، پھر تم حاضرین میں سے کوئی تمہاری امامت کرے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، جب وہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو، تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے۔ جب وہ تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے، تو تم تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرو، بے شک امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا رکوع سے بعد میں سر اٹھانا امام کے رکوع میں پہلے جانے کے مقابلے میں ہوگیا، جب وہ سمع اللہ لمن حمده کہے، تو تم اللّٰھم ربنا لك الحمد کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری حمد سنیں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات جاری فرمائی: سمع اللہ لمن حمده. (جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اللہ تعالیٰ نے اس کی (حمد) سن لی) اور جب امام تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جائے، تو تم تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ بے شک امام تم سے پہلے سجدہ کرتا ہے، اور تم سے پہلے سجدہ سے سر اٹھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا سجدے سے بعد میں سر اٹھانا امام کے سجدے میں پہلے جانے کے مقابلے میں ہوگیا...'' (صحیح مسلم، ج۱، ص:۱۷۴)

اگر امام بہت موٹا ہو یا بہت بوڑھا ہو، یا کوئی اور عذر ہو، جس کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے میں دشواری ہو اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے میں تاخیر ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں مقتدی پر لازم ہے، کہ امام کے اگلے رکن میں منتقل ہوجانے کے بعد انتقال شروع کرے، تاکہ انتہاءً بعدیتِ متصلہ پائی جائے؛ کیوں کہ اس صورت میں امام نے جس رکن کو ادا کرنا شروع کیا، اگر مقتدی بھی ابتداءً میں بعدیتِ متصلہ کے ساتھ شروع کرے گا، تو ممکن ہے، کہ مقتدی کی فراغت امام کی فراغت سے قبل پائی جائے، اور مقتدی کی امام سے سبقت لازم آجائے، جو منھی عنہ ہے۔ ''سنن ابی داود'' میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے؛ آپ فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تبادروني بركوع ولا بسجود، فانه مهما اسبقكم به إذا ركعت، تدركوني به إذا رفعت، إني قد بدنت. (سنن أبی داود، كتاب الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم اتباع الإمام، ص:۹۱، ج:۱، ايچ ايم سعيد)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ تم مجھ سے رکوع اور سجدے میں مبادرت مت کرو، اس لیے کہ اگر میں تم سے رکوع کے وقت میں سبقت کروں گا، تو جب میں سر اٹھاؤں گا، تم میرے اس وقت کو پالوگے۔ بے شک میری عمر زیادہ ہوگئی ہے یا میرا بدن بڑھ گیا ہے۔''

''حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میری عمر زیادہ ہوئی ہے، یا میرا جسم موٹاپا اختیار کرچکا ہے، اس لیے جب میں رکوع میں جاؤں، تو تم رکوع میں جاؤ۔ جب میں (رکوع سے) سر اٹھاؤں، تو تم (رکوع سے) سر اٹھاؤ۔ اور جب میں سجدے میں جاؤں، تو تم سجدے میں جاؤ۔ سنو! میں کسی کو ہرگز اپنے سے پہلے رکوع اور سجدے میں جاتے ہوئے نہ پاؤں۔''

''صحیح بخاری'' وغیرہ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؛ آپ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قال: "سمع الله لمن حمده" لم يحن أحد منّا ظهره حتى يقع النبى صلى الله عليه وسلم ساجدا، ثم نقع سجودا بعده.

(الصحيح للبخارى، كتاب الأذان، باب متى يسجد من خلف الإمام، ص: ٦٩، ج:١، قديمى)

''رسول اللہ ﷺ جب سمع الله لمن حمده فرماتے تھے، تو ہم میں سے کوئی اپنی پشت کو نہیں جھکاتا تھا، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ سجدے میں چلے جاتے تھے، پھر اس کے بعد ہم سجدے میں جاتے تھے۔''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں جو صورت بیان ہوئی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی کبرسنی یا بدن مبارک بڑھ جانے کے زمانے کی ہے، جیسا کہ الکوکب الدری، ص:۱۳۷، ج:۱ میں ہے۔

امام سے مبادرت کی ممانعت:

افعالِ صلاۃ کی ادائیگی میں امام سے مبادرت ممنوع ہے۔ اس سلسلے کی دو روایتیں ماقبل میں مذکور ہوئیں۔ مزید چند روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلّمنا يقول، لا تبادروا الإمام. إذا كبر فكبروا، وإذا قال: ولا الضالين فقولوا: آمين، وإذا ركع فاركعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: اللّٰهم ربنا لك الحمد.

وفى طريق آخر: ولا ترفعوا قبلَه. (الصحى لمسلم، كتاب الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ص:١٧٧، ج:١، قديمى)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؛ آپ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو (نماز کے احکام وغیرہ) سکھاتے تھے: فرماتے تھے:

امام سے مبادرت وسبقت مت کرو، جب وہ تکبیر کہے، تو تم تکبیر کہو، جب وہ ولا الضالین کہے، تو تم آمین کہو۔ جب وہ رکوع کرے، تو تم رکوع کرو، اور جب وہ سمع اللّٰه لمن حمده کہے، تو تم اللّٰهم ربنا لك الحمد کہو۔'' اور دوسرے طریق میں ہے: ''امام سے پہلے سر نہ اٹھاؤ۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: صلى بنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذات يوم، فلما قضى الصلاة، أقبل علينا بوجهه: فقال: أيها الناس، إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالإنصراف.. (الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ص:۱۸۰، ج:۱، قديمي)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم کو نماز پڑھائی۔ جب نماز ختم فرمائی، تو آپ نے ہماری جانب رخ کر کے فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تمہارا امام ہوں؛ لہٰذا تم رکوع، سجدہ، قیام اور سلام میں مجھ سے سبقت نہ کرو...''

''صحیح بخاری'' وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أما يخشى أحدكم أو ألا يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل اللّٰه رأسه رأس حمار أو يجعل اللّٰه صورته صورةَ حمار؟ (الصحيح للبخاری، كتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، ص:۹٦، ج:۱)

''کیا تم میں سے کوئی امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتے وقت اس سے نہیں ڈرتا، کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کے مانند یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت کے مانند بنا دے؟''

صحیحین، سنن ترمذی اور سنن نسائی کی روایات میں امام سے قبل مطلقاً سر اٹھانے کا ذکر ہے۔ سنن ابی داود کی روایت میں امام کے سجدے کی حالت میں ہونے کے وقت سر اٹھانے کا ذکر ہے، لیکن امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر ''التشديد فيمن يرفع قبل الإمام أو يضع قبله'' (امام سے پہلے سر اٹھانے یا رکھنے والے کے متعلق وعید) کا باب قائم کر کے عموم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ حدیث خبر نہیں ہے، کہ جو بھی امام سے قبل سر اٹھائے گا، تو اس کا سر گدھے کے سر سے یا اس کی صورت گدھے کی صورت سے بدل دی جائے گی؛ بلکہ یہ وعید و تہدید ہے، کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

زمانۂ ماضی میں امام سے قبل سر اٹھانے کی وجہ سے کسی کا چہرہ گدھے کی طرح ہوگیا ہو، جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکاۃ (ص:۹۸، ج:۳) وغیرہ میں مذکور ہے، تو اس فعل کی ممانعت اور وعید کی شدت واضح ہے ہی، لیکن اگر اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہ آیا ہو، جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے، (ملاحظہ ہو: تحفۃ الالمعی، ص:۱۷۴، ج:۲) تب بھی حدیث پاک کے الفاظ سے اس فعل کی ممانعت اور وعید کی شدت مخفی نہیں؛ کیوں کہ آج تک ایسا واقعہ پیش نہ آنے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ آئندہ زمانے میں بھی پیش نہیں آسکتا۔ پھر اس وعید کا تعلق بظاہر دنیا سے ہے، لیکن اس احتمال کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا، کہ یہ وعید آخرت سے متعلق ہو، ہوسکتا ہے، کہ امام سے قبل سر اٹھانے والے کا سر یا چہرہ قیامت کے دن گدھے کے مانند بنادیا جائے۔

مذکورہ بالا روایات کے پیش نظر حضرات فقہاءِ کرام نے افعالِ صلاۃ کی ادائیگی میں امام سے قصداً مبادرت اور سبقت کرنے کو بالاتفاق مکروہِ تحریمی قرار دیا ہے۔ ''مراقی الفلاح'' میں ہے:

یکره للمصلی سبعة وسبعون شیئا تقریباً لا تحدیدا: ترك واجب أو سنة عمداً... کمسابقة الإمام. (مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی، ص:۱۸۹، قدیمی)

''مصلی کے لیے ستہتّر چیزیں مکروہ ہیں۔ اور یہ عدد تقریبی ہے، تحدید کے لیے نہیں ہے: واجب یا سنت کا قصداً چھوڑ دینا... جیسے امام سے سبقت کرنا۔''

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فاعلم أنه اتفق کلهم علی أن المبادرة من الإمام مکروه تحریماً. (فیض الباری، ص:۲۱٦، ج:۲، المجلس العلمی: ڈابھیل)

''جان لو، کہ سب فقہاء اس بات پر متفق ہیں، کہ امام سے سبقت کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔''

اور مکروہِ تحریمی درحقیقت حرام یا قریب بحرام ہوتا ہے۔ چناں چہ ''ہدایہ'' میں ہے:

''فقہاء نے مکروہ کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نصاً مروی ہے، کہ ہر مکروہ حرام ہے، مگر یہ کہ جب انھوں نے اس میں کوئی نص قطعی نہیں پائی، تو اس پر لفظ حرام کا اطلاق نہیں کیا۔ اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ سے مروی ہے، کہ مکروہِ تحریمی حرام کے زیادہ قریب ہے۔'' (ہدایۃ مع فتح القدیر، ص:۴۴۰، ج:۸، رشیدیہ: کوئٹہ)

''فتح القدیر'' میں ہے، کہ ''یہ مکروہِ تحریمی کی تعریف ہے۔''

''القاموس الفقہی'' میں ہے:

والمكروه تحريما عند الحنفية: هو ما كان إلى الحرام أقرب. ويسميه محمد رحمه اللّٰه حراما ظنيا. (القاموس الفقهي، ص:۳۱۸، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية: كراچی)

امام سے سبقت کے معاملے میں غور طلب بات یہ ہے، کہ عام حالات میں مقتدی امام سے قبل سلام پھیر نہیں سکتا۔ جب امام سلام پھیرے گا، اسی وقت مقتدی بھی سلام پھیر سکے گا، تو پھر امام سے سبقت کس لیے؟ اور بلا وجہ مبادرت کا کیا فائدہ، خصوصاً جب کہ مکروہِ تحریمی کا وبال بھی اپنے سر پر آرہا ہو؟

مبادرت کا تدارک

اگر مقتدی امام کو پچھلے رکن میں چھوڑ کر اگلے رکن میں چلا گیا، تو اس کے لیے مناسب ہے، کہ دوبارہ پچھلے رکن میں چلا آئے۔ مثلاً مقتدی نے امام سے قبل رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا، تو اس کو دوبارہ رکوع یا سجدہ میں لوٹ آنا چاہیے، تاکہ امام کے ساتھ موافقت ہوجائے اور اس کی مخالفت زائل ہوجائے۔ ''مصنف عبدالرزاق'' میں اسنادِ صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ:

''حارث ابن مخلد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ جو بھی آدمی امام سے قبل رکوع یا سجدے سے اپنا سر اٹھالے، تو چاہیے کہ وہ اپنے سر کو اٹھانے کے بقدر رکوع میں جھکادے یا سجدے میں رکھ دے۔'' (المصنف لعبد الرزاق، باب الذی يخالف الإمام، ص:۳۷۵، ج:۲، المجلس العلمی: ڈابھیل)

''صحیح بخاری'' میں ہے: وقال ابن مسعود: إذا رفع قبل الإمام يعود، فيمكث بقدر ما رفع، ثم يتبع الإمام. (الصحيح للبخاری، كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ص:۹۵، ج:۱، قديمی)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مقتدی امام سے قبل سر اٹھالے، تو وہ (سابقہ رکن میں) لوٹ آئے اور سر اٹھالینے کے بقدر (اس رکن میں) ٹھہرے پھر امام کے ساتھ مل جائے۔''

''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں سندِ صحیح کے ساتھ مروی ہے:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رکوع وسجدے میں اپنے اماموں سے جلدی مت کرو، اور جب تم میں سے کوئی امام کے سجدے میں

ہونے کی حالت میں اپنا سر (سجدے سے) اٹھالے، تو چاہیے کہ وہ (دوبارہ) سجدے میں جائے، پھر امام سے سبقت کے بقدر وقت سجدے میں ٹھہرے۔'' (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الصلاة، باب الرجل یرفع رأسه قبل الإمام من قال: یعود فیسجد، ص: ٤٨٤، ج:٣، دار قرطبة: بیروت)

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فعلی ارکان میں مقتدی کی اپنے امام کی متابعت واجبات میں سے ہے؛ لہٰذا اگر مقتدی نے امام سے قبل اپنا سر رکوع یا سجدے سے اٹھالیا، تو اس کے لیے مناسب ہے، کہ وہ (اس رکن میں) لوٹ آئے، تاکہ موافقت کے ذریعے مخالفت زائل ہوجائے۔ اور یہ لوٹ آنا (رکوع یا سجدے کی) تکرار شمار نہیں ہوگا۔ اور حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (غنیۃ المستملی) کے آخر میں (اس رکن میں) لوٹ آنے پر جزم کیا ہے۔'' (حاشیه الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ١٣٩، قدیمی)

علامہ شیخ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:

رفع رأسه من الركوع أو السجود قبل الإمام عاد لتزول المخالفة بالموافقة.

(غنیة المستملی، ص:٥٣٣)

''مقتدی نے رکوع یا سجدے سے امام سے پہلے اپنا سر اٹھالیا، تو وہ لوٹ آئے؛ تاکہ موافقت کے ذریعے مخالفت زائل ہوجائے۔''

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ''ینبغی'' (مناسب ہے) کی بجائے جزماً لوٹ آنے کا ذکر کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

❁ ❁ ❁